

نعلین عرش پر

تصنیف لطیف

فیض ملت، آفتابِ اہلسنّت، امام المناظرین، رئیس المصنفین

مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰة والسلام علیك یا رحمة للعالمین

نعلین عرش پر

تصنیف لطیف

شمس المصنفین، فقیہ الوقت، فیضِ ملت، مُفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ ابوالصالح مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی دامت برکاتہم القدسیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وکفی والصلوٰۃ والسلام علیٰ من اصطفی وعلیٰ آلہٖ وا صحابہٖ ابررۃ التقی والنقی

بعض لوگ حضور سرورِ عالم ﷺ کے لئے نعلین پاک کے ساتھ عرش پر تشریف لے جانے میں شک کرتے ہیں فقیر نے ان کے شک کو دور کرنے کے لئے یہ رسالہ لکھا ہے اللہ تعالیٰ فقیر کے لئے اور ناشرین کے لئے توشۂ راہِ آخرت اور قارئین کے لئے مشعل راہِ ہدایت بنائے۔آمین

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

۵ صفر المظفر ۱۴۲۴ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ حمد الشاکرین

والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ الکریم الامین وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین

امابعد! فقیر نے اپنے مضامین میں مختلف مقامات بالخصوص کتاب معراج المصطفیٰ ﷺ میں لکھا کہ حضور نبی پاک ﷺ عرش پر نعلین کے ساتھ تشریف لے گئے۔ایک فاضل مولانا نے لکھا کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایسی حدیث کا رد فرمایا ہے جو معارج النبوۃ میں ہے ان کو فقیر نے لکھا ہے کہ حدیث پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کلام فرمایا ہے نہ کہ نفس مسئلہ کا انکار ملا ہے نہ اقرار۔چونکہ فقیر کا مطالعہ محدود ہے اسی لئے جس صاحب کو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کوئی تصریح ملے تو فقیر کو آگاہ فرمائے۔اس سے مجھے تعجب ہوا کہ حضور ﷺ کے بارے میں ایسے شبہات کیوں؟

حالانکہ اکابر اہل سنت کا فیصلہ ہے کہ حضور ﷺ کے بارے میں ہر فضیلت کو آنکھیں بند کر کے مان لینا ایمانِ کامل کی دلیل ہے۔آپ ﷺ کو خدا اور اس کا شریک نہ کہو باقی ہر فضیلت آپ کے لائق ہے۔فقیر کو اقبال کی بات محبوب لگی جب دیوبندی فرقہ اور اہل سنت کا حتمی وآخری مناظرہ مسجد وزیر خان لاہور میں ہونا طے پایا تو اقبال مرحوم نے جانبین

سے فیصلہ طے پایا ان کے پاس پہنچے اور صورتِ حال بتائی تو اُنہوں نے فرمایا مجھے یہ بات ناگوار ہے کہ حضور ﷺ کے بارے میں گفتگو سنوں کہ آپ ﷺ فلاں بات نہیں جانتے (معاذ اللہ) اسی لئے فقیر کو اس فاضل کی بات ناگوار گزری ورنہ یہ بات ذہن میں رکھئے کہ یہ نعل (جوتا) پاک اس ذاتِ والا صفات کا ہے جس کے لئے عرش کو ناز تھا کہ اسے تلوے اقدس چومنے کا موقع ملا۔ منکرین کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ ہمیشہ آپ کو اپنے اُوپر قیاس کرتے ہیں۔ عوام بھی جوتے کا نام سن کر عرشِ معلّٰی پر جانے سے گھبراتے ہیں انہیں معلوم نہیں خود جوتا پاک تو نا معلوم کتنا فضائل و برکات سے بھرپور ہوگا جبکہ اس کے صرف نقشہ کا یہ حال ہے۔

فضائل نقش نعلین پاک

امام محدث حافظ تلمسانی کتاب فتح المعال میں فرماتے ہیں کہ اس نقشہ مبارک کے منافع ایسے ظاہر و باہر ہیں کہ بیان کرنے کی حاجت ہی نہیں۔ من جملہ ان کے ابوجعفر کہتے ہیں کہ میں نے ایک طالبِ علم کے لئے یہ نقشہ بنوایا وہ ایک روز میرے پاس آ کر کہنے لگا کہ میں نے گذشتہ شب اس کی عجیب برکت دیکھی کہ میری بی بی کو اتفاقاً ایسا سخت درد ہوا کہ قریب بہ ہلاکت ہوگئی میں نے نقشہ شریف درد کی جگہ رکھ کر عرض کیا کہ یا الٰہی مجھ کو صاحبِ نعل شریف کی برکت دکھلائیے اللہ تعالیٰ نے اُسی وقت شفاء عنایت فرمائی۔ (فتح المعال)

فوائد

قاسم بن محمد کا قول ہے کہ اس نقشہ کی آزمائی ہوئی برکت یہ ہے کہ جو شخص اس کو تبرکاً اپنے پاس رکھے وہ ظالموں کے ظلم سے، دشمنوں کے غلبے سے، شیطان سرکش سے، حاسد کی نظر بد سے امن و امان میں رہے اور اگر حاملہ عورت دردِ زہ کی شدت کے وقت اپنے داہنے ہاتھ میں رکھے بہ فضل خدا تعالیٰ اللہ اس کی مشکل آسان ہو۔

حکایت

شیخ ابن حبیب روایت فرماتے ہیں کہ ان کے ایک پھوڑہ نکلا کہ کسی کی سمجھ میں نہ آتا تھا نہایت سخت درد ہوا۔ کسی طبیب کی سمجھ میں اس کی دوا نہ آئی اُنہوں نے یہ نقش شریف درد کی جگہ پر رکھ لیا معاً ایسا سکون ہو گیا کہ گویا کبھی درد ہی نہ تھا۔

حکایت

ایک اثر خود میرا (یعنی صاحب فتح المعال کا) مشاہدہ کیا ہوا ہے ایک بار سفر دریائے مشور کا اتفاق ہوا۔ ایک دفعہ ایسی

حالت ہوئی کہ سب ہلاکت کے قریب ہو گئے کسی کو بچنے کی اُمید نہ تھی میں نے یہ نقشہ ناخدا یعنی ملاح کو دیا اور اسے کہا کہ اس سے توسل کرے اُسی وقت اللہ تعالٰی نے عافیت فرمائی۔

فوائد

محمد بن الجزری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے منقول ہے کہ جو شخص اس نقش شریف کو اپنے پاس رکھے خلائق میں مقبول رہے اور نبی کریم ﷺ کی زیارت سے خواب میں مشرف ہو، یہ نقش شریف جس لشکر میں ہو اُس کو شکست نہ ہو گی اور جس قافلے میں ہو لوٹ مار سے محفوظ رہے، جس اسباب میں ہو چوروں کا اس پر قابو نہ چلے، جس کشتی میں ہو غرق سے بچے اور جس حاجت میں اس سے توسل کریں وہ پوری ہو۔

فائدہ جلیلہ

بعض بزرگوں کا فرمان ہے کہ جو شخص نعل پاک کا نقشہ اپنے پاس رکھے اپنی ہر دلی مراد پر کامیاب رہے گا اور جو شخص اس نقشہ پاک کو تعویذ بنا کر پگڑی میں رکھے اس ارادہ پر کہ میرے جملہ اُمور آسانی سے طے ہوں تو بہ فضلہٖ تعالٰی وہ اپنی مراد کو پائے گا بلکہ اپنے تمام زمان سے ہمیشہ فائق رہے گا بلکہ دنیا میں اس کا ہم مرتبہ کوئی نہیں ہو سکے گا اور کتاب المرتجی بالقبول فی خدمۃ قدم الرسول میں علمائے محققین وصلحائے معتبرین نے بہت آثار و حکایات نقل کی ہیں۔

چند اشعار ذوقیہ

ترجمہ

قال الامام ابوالخیر محمد بن محمد الجزری علیہ الرحمۃ یاطالبا تمثال نعل نبیہ ماقدوجدت الی اللقاء سبیلا۔

☆ اے طلب کرنے والے نقش نعل شریف اپنے نبی کے آگاہ ہو جا تحقیق پالیا تو نے اس کے ملنے کا راستہ

فاجعلہ فوق الرأس واخضعن لہ وتعال فیہ وأولہ التقبیلا۔

☆ پس رکھ اس کو سر پر اور خضوع کر اس کے لئے اور مبالغہ کر خضوع میں اور مسلسل اس کو بوسہ دے

من یدعی الحب الصحیح فانہ یثبت علیٰ مایدعیہ دلیلاً۔

☆ جو شخص دعویٰ کرے سچی محبت کا پس بیشک وہ قائم کرتا ہے اپنے دعوے پر دلیل کو

وقال السید محمد الحمازی الحسنی المالکی ۔ لما رأیت مثال نعل المصطفیٰ بسند الوضع

الصحیح معرفا

☆جب دیکھا میں نے نقشہ نعل مصطفیٰ ﷺ جس کی وضع سند صحیح سے بتلائی ہوئی ہے

وظفرت بالمطلوب من کر کاته و وجدت فیه ماأُرید من الصفا۔

☆تو میں نے مل لیا اپنے چہرے پر اس نقش کو واسطے برکت کے سو مجھ کو اُسی وقت شفاء ہوگئی حالانکہ میں قریب الہلاکت تھا اور پہنچ گیا میں مطلب کو اس کو برکتوں سے اور پایا میں نے اس میں جو کچھ میں چاہتا تھا صفائی سے۔

قصیدہ رائیہ

حضرت سید بکری حریری مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نعل مقدس کے فضائل وفوائد میں ایک قصیدہ لکھا ہے جس کی ابتداء یوں فرمائی

یاسائلا عن وصف نعل المصطفیٰ التمثال موضحا لا انعم

قد حرر العلماء فیه فضائلا اضحت لکثرتها اخی لاتحضر

منها للداء یسرء عاجلا تلقی الامان وفضل رب اکبر

ذوالعسر ان وضعت فوق یمینها فی الحال یسهل ماتجده ویجرب

علی الجباه اذا استقر فانه تلقی القبول مقرة فلیشکر

ومن الکرامة قاله اهل النبی ان الاله لکل ذنب یغفر

لاغرو فی نعل الحبیب لانه اعطی عطاء فوق ماهو یذکر

فعلیك بالتصدیق ان ومته الفنا فالجد اعظم مایجده المعسر

وتوسلن بماعرفت مثاله لاریب بالاجابة اجدر

وصلوٰة ربی والسلام یخص ذوالنعلین سیدنا النبی المشهر

والا ل والاصحاب مارکب سرا نحوالمرجا والکواکب تزهر

قیل فی نعله ﷺ

فی مثال نعل صاحب الانبیاء من قاب قوسین المحل الاکرما

فاشمه مصلیا علیه ماته وامسح علی المحل باستفاء

مثال نعال خیر الانبیاء هو الباب المجرب للشفاء
هو السبب المبلغ کل مسؤل بتحقیق الظهور من الخفاء

ولنعم ماقیل

بارب بالقدم الذی لعطائها من قاب قوسین المحل الاکرما
ثبت علیٰ جسر الصراط تکرما قدمی وکن لی منقذاہ مسلما
وصاحب النعال اھا جاشرقی ولکن حب من لیس النعالالا
قال الفا کھانی حسین القرا المتال متمثلا بقول مجنون
ولوقیل للمجنون لیلی ووصفھا تریدام الدنیا ومافی زوایاھا
لقال تراب من غبار نعالھا احب الی نفسی واشفی فی لبلواھا

ترجمہ

اے نبی کریم ﷺ کی نعل پاک کا سائل !نعل پاک کے نقشہ کے متعلق علمائے کرام نے اتنے فضائل لکھے ہیں جن کا شمار ناممکن ہے بعض ان میں سے یہ ہیں کہ

(۱) جوشخص سچے اعتقاد سے نعل پاک کو وسیلہ بنائے تو وہ ہر بیماری سے نجات پائیگا اور بہت جلدی لیکن بداعتقاد کو اس سے فائدہ نہ ہوگا۔

(۲) جس گھر میں یہ نقش پاک ہوگا اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے وہ گھر امن وسلامتی پائے گا۔

(۳) دردزہ کے وقت یہ نقشہ عورت کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے تو بچہ آسانی سے پیدا ہوگا۔

(۴) جوشخص اسے تعویذ بنا کر پگڑی میں رکھے تو لوگوں کی نگاہ میں معزز ومکرم ہو اسے آزمایئے فائدہ ہوگا پھر اللہ تعالیٰ کا شکر کریں۔

(۵) جو بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اس کے طفیل اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کے گناہ معاف کرتا ہے ان فوائد کو سن کر کسی کو وہم بھی نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس مقدس نقشہ میں اس سے بھی زائد فائدے مضمر فرمائے ہیں اگر تیرے دل میں نبی پاک ﷺ کی بزرگی کا یقین ہے تو اس کی تصدیق کرلے ورنہ کسی کے نہ ماننے سے نقشہ مبارک کی شان نہیں گھٹتی بلکہ اس کا اپنا نقصان ہے۔ ہاں ضرورت مند تو بڑے بڑے حیلے کرتا ہے تجھے بھی اگر ضرورت ہے تو سچے عقیدے کے ساتھ اس نقش مبارک کو

آزما کے دیکھ اور اسے وسیلے کے طور بارگاہ حق میں معروضات پیش کر پھر اس کریم کے الطاف دیکھ اور وہ اس لائق ہے کہ بندے کے معروضات پورے فرمائے ۔ آخر میں صلوٰۃ وسلام کا تحفہ عرض کرتا ہوں کہ وہ مالک صاحب نعلین نبی مشتہر ﷺ پر بے شمار درود بھیجے اور ان کی آل واصحاب پر جب تک کہ تارے چمک رہے ہیں ۔

مزید برآں

ایک بزرگ لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ کے نعلین پاک میں بڑی برکت اور تمام بیماریوں کے لئے شفاء ہے ۔ دوسرے بزرگ فرماتے ہیں کہ نقشہ مبارک تو ہر بیماری کی شفاء ہے بلکہ ہر مقصد کے لئے بہترین وسیلہ ہے ۔ ایک صاحب بارگاہِ حق میں نعلین پاک کو وسیلہ کرکے عرض کرتے ہیں یا اللہ اس کے طفیل مجھے پل صراط پر ثابت قدم رکھ ۔

ایک عاشق زار کی پیاری دلیل

فرماتے ہیں کہ مجھے نقشہ نعلین اس لئے محبوب ہے کہ اسی طرح کا جوتا پاک میرے پیارے حبیب ﷺ نے استعمال فرمایا۔

امام فاکھانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کھانی

امام فاکہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے آج کی طرح نقشہ رکھا ہوا تھا تو منکرین یا طعنہ بازوں کو سمجھاتے ہوئے فرمایا اگر مجنون کو کوئی کہے کہ دنیا کی تمام نعمتیں لوگے یا لیلیٰ کی جوتی کی گردوغبار؟ تو بخدا وہ کہے گا مجھے لیلیٰ کی جوتی کی غبار چاہیے اور یہی مجھے زیادہ محبوب ہے اور اسی میں میری شفاء ۔ اسی طرح نبی پاک ﷺ کا عاشق اُمتی اگر عقیدت نہیں رکھتا تو پھر اس کے اُمتی کہلوانے کر حیف ہے اسی مناسبت پر مجھے ایک حکایت یاد آئی جو سننے کے لائق ہے ۔

حکایت

ایک شخص نے مرتے وقت اپنے ترکہ میں نعل پاک اور تیس درہم چھوڑے اس کے دولڑکے تھے دونوں چاہتے تھے کہ نعل پاک مجھے ملے دونوں کا جھگڑا طویل ہوگیا۔ آخر طے پایا ایک کو صرف نعل پاک ملے گا دوسرے کو باقی جائیداد ۔ جس کے حصہ میں نعل پاک ترکہ میں آیا وہ عجم کے بادشاہوں کے پاس لے جاتا وہ اس کی زیارت کرکے اسے انعامات سے نوازتے ۔ ایک موقع پر خلاط کے شہر میں پہنچا وہاں کے بادشاہ اشرف بن بادشاہ عادل کو زیارت کے لئے نعل پاک بھیجا اس بادشاہ نے کہا کہ مجھے اس مقدس نعل سے ایک ٹکڑا دے دے تاکہ میں اس سے برکت حاصل کرتا رہوں ۔ اس نے تھوڑا سا ٹکڑا دے دیا پھر دوسرے موقع پر وہاں پہنچا تو بادشاہ نے کہا کہ مجھے یہی نعل پاک اصل دے دے اور منہ مانگا

انعام دوں گا اس نے کہا کہ مجھے ایک گاؤں مستقل جا گیر کے طور پر دے دے۔ بادشاہ نے منظور کرلیا اسے جا گیر دے کر نعل پاک حاصل کرلیا۔

فتح ونصرت

اس بادشاہ نے شام کو فتح کیا تو دمشق میں اقامت پذیر ہوا وہاں اشرفیہ کے نام سے ایک دارالحدیث تیار کرایا اور اس کے نام بڑی جاگیر وقف کررکھی تھی۔ اسی دارالحدیث کے قبلہ کی جانب مسجد اور شرقی جانب نعل پاک کا حجرہ بنایا اور اس کے لئے بڑا اہتمام فرمایا اس کے سامنے بڑا دروازہ رکھا جس کی لکڑی آبنوس کی اور سونے کے جڑاؤ کا کام کرایا اس پر بہترین فانوس لٹکائے پھر ہر سال زرِکثیر خرچ کرتا۔ مہینے میں صرف دو دفعہ زیارت کراتا پیر اور جمعرات کے دن لوگ اس مبارک نعل کی زیارت کے لئے ٹوٹ پڑتے اور برکت حاصل کرتے۔ (کذافی المرتجی)

فائدہ

یہ تھی اسلاف کی عقیدت! اگر آج حضور ﷺ کے ساتھ عقیدت کے طور پر اس طرح کے مراسم کئے جائیں تو بدعتی ومشرک ہونے کے لئے تیار ہو جاؤ لیکن ہم ایسے القاب سن تو سکتے ہیں لیکن اپنے نبی پاک ﷺ کی عقیدت سے بال کی نوک کے برابر ہٹنا نہیں چاہتے۔ کسی بزرگ نے کیا خوب کہا ہے یعنی حضور کریم ﷺ کی نعل پاک کو جس نے اپنی پیشانی سے مس کیا وہ بڑا خوش بخت ہے۔

سوال

اگر کوئی شخص سوال کرے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے نعل پاک کا نقشہ بنوانا اور اسے اپنے پاس رکھنا بدعت ہے ظاہر ہے کیونکہ کسی حدیث شریف میں نہیں کہ نعل پاک کا نقشہ بنا کر اپنے پاس رکھو فلہٰذا بدعت سے بچنا ضروری ہے اور بدعت کے معاملہ میں خواہ مخواہ تم اتنا زور لگا رہے ہو۔

جواب ۱

ہر نیک کام خصوصاً جس میں حضور ﷺ اور اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی نسبت کا تعلق ہوگا اسے وہابیت ضرور بدعت گردانے گی اور یہ بہت بڑا حربہ انہیں نصیب ہوا ہے۔ بھولے بھالے مسلمان بدعت کا نام سن کر گھبرا جاتے ہیں حالانکہ ان کا یہ سوال فرسودہ ہے ورنہ وہ فعل بدعت ان کے نزدیک بھی بدعت نہیں جو خیر القرون میں ہوا ہو اور یہ فعل یعنی حضور ﷺ کے نعلین شریف کا نقشہ تابعین سے ثابت ہے چنانچہ امام اجل ابواُویس عبداللہ بن عبداللہ بن مالک بن ابی

عامر اصحی مدنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود اپنے لئے امام مالک وغیرہ اکابر ائمہ تابعین وتبع تابعین کے زمانہ میں نعل اقدس حضور اکرم ﷺ کا نقشہ بنوا کر اپنے پاس رکھا اور یہ امام اجل سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بہنوئی اور بھتیجے یعنی ان کے حقیقی چچازاد بھائی کے بیٹے تھے اور صحاح ستہ میں سے صحیح مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ کے راویوں میں سے ہیں اور تبع تابعین کے طبقہ اعلیٰ سے ہیں ۱۶۷ھ میں انتقال فرمایا۔ بتایئے جو فعل ایسے اکابر خود کر گئے ان پر بدعت کی تہمت لگائی جا سکتی ہے؟ یہ وہ حضرات ہیں جن پر دین اور اسلام کی صحاح کی احادیث کا دارومدار ہے۔

جواب ۲

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

لاتجتمع اُمتی علی الضلالة

میری اُمت کا گمراہی پر اتفاق نہیں ہو سکے گا

اور فرمایا

ید الله علی الجماعة

اللہ تعالیٰ کا ہاتھ یعنی تائید وتوفیق جماعت پر ہے

اس ارشادِ عالی کے بعد دین کے عاشق کو تو انکار کی گنجائش بھی نہیں کیوں کہ نعلین پاک کے نقشہ پر عالم اسلام کے تمام علماء اور محدثین فقہاء اور تمام ائمہ اربعہ کا نہ صرف اتفاق ہے بلکہ صرف اسی موضوع پر بڑی بڑی مبسوط کتابیں لکھیں چند ایک اسماء اس وقت مجھے یاد ہیں وہ حاضر ہیں۔

اسماء کتب مصنفہ دربارہ نقشہ نعل پاک

(۱) نور العین فی تحقیق النعلین لابی عبداللہ بن عیسیٰ مغربی

(۲) خدمة النعل للقدم المحمدی لابن عساکر

(۳) النفحات العنبرية فی صفة نعل خیر البریه

(۴) فتح المعال فی مدح خیر النعال کلاهما من احمد بن محمد المالکی المقری الفاسی

(۵) الرتجی بالقبول خدمة قدم الرسول ﷺ من رضی الدین محمد عبدالمجید القادری

(۶) القول السدید فی ثبوت استبراك سید الاحراء والعبید

(۷)تصنیف امام ابو اسحاق ابراھیم بن خلف السلمی الشھیر بابن الحاج المزلی الاندلسی استاذ المحدث الکبیر ابن عساکر رحمھم اللّٰہ تعالیٰ۔

(۸)دورِ حاضرہ کے مجدد، اہل سنت کے امام، شیخ الاسلام والمسلمین، اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ کی تصنیف "شفاء الواله فی صور الحبیب ومزاره ونعاله"

(۹)دیوبندیوں کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی کی تصنیف "نیل الشفاء بنعل المصطفیٰ"

یہ وہ اکابر اسلام ہیں اسلاف میں صرف ایک کا نام بھی اسلام کی ضمانت کے لئے کافی ہے اور منکرین کے لئے تھانوی صاحب کا اکابر اسلام کی مستقل تصانیف کے علاوہ سیرت نگار اور احادیث کے جامعین، مصنفین وشارحین کی تصریحات کا شمار غیر ممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے کیونکہ تابعین وتبع تابعین سے لے کر قرن بعد قرن ہر طبقہ کے علمائے کرام نے اس نقشہ مبارک کو وسیلہ بنایا اور اپنے پاس رکھا اور اس کے جواز کے لئے دلائل قائم کئے اور اپنے تجربے بتائے۔ بعض تو ان میں ایسے ہیں جن کا نام سن کر موجودہ دور کے علماء انہیں دین واسلام کے ستون سے تعبیر کرتے ہیں مثلاً امام اسماعیل بن ابی اُویس جو کہ امام مالک رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ کے بھانجے اور امام بخاری وامام شافعی ومسلم کے استاذ اور ان دونوں کی صحیحین کے علاوہ اتباع تبع تابعین کے اعلیٰ طبقہ سے ہیں امام شافعی وامام احمد رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما کے ہم زمان تھے ۲۲۶ھ میں انتقال فرمایا۔ ان کے بعد مندرجہ ذیل علماء کرام کا سلسلہ غیر منقطعہ ملاحظہ فرمایئے۔

وہ علمائے کرام جنہوں نے نعل پاک کا نقشہ اپنے لئے حرزِ جان سمجھا

چند اوراق کا رسالہ السعید کے ساتھ شائع ہوا ہے اور نعل پاک کے برکات ومنافع لکھ کر آخر میں خوب ہیرا پھیری کی لیکن مقصد کے لحاظ سے ہماری تائید خوب لکھی۔ (اُویسی غفرلہٗ)

(۱)امام اسمٰعیل کے تلمیذ محمد ابراہیم بن سہل بستی (۲)ان کے شاگرد ابوسعید عبدالرحمٰن بن محمد بن عبداللّٰہ مکی (۳)ان کے تلمیذ محمد بن جعفر تمیمی (۴)ان کے تلمیذ محمد بن یٰسین الفارسی (۵)ان کے شاگرد شیخ ابوزکریا عبدالرحیم بن احمد بن نصر بن اسحاق بخاری (۶)ان کے تلمیذ شیخ طقیہ ابوالقاسم جلی بن عبدالسلام بن حسین رملی (۷)ان کے شاگرد شیخ عیاض (۸)دوسرے تلمیذ اجل امام اکمل حافظ الحدیث قاضی ابوبکر ابن العربی اشبلیلی اندلسی (۹)ان دونوں کے شاگرد امام ابن العربی کے صاحبزادے فقیہ ابوزید عبدالرحمٰن بن محمد بن عبداللّٰہ (۱۰)ان کے تلمیذ شیخ ابن الحیہ (۱۱)ان کے شاگرد شیخ ابوالفضل ابن البر تونسی (۱۲)ان کے شاگرد شیخ ابن فہد مکی (۱۳)امام اجل ابن العربی ممدوح کے دوسرے شاگرد

ابوالقاسم بن بشکوال (۱۴)ان کے تلمیذ ابوجعفر احمد بن علی اوسی جن کے شاگرد ابوالقاسم بن محمد اور ان کے تلمیذ ابواسحاق ابراہیم ابن الحارث ان کے شاگرد ابوالیمین ابن عساکر مذکورین ہیں (۱۵)امام اسمٰعیل بن ابی اویس مدنی ممدح کے دوسرے تلمیذ ابواسحٰق ابراہیم بن الحسین (۱۶)ان کے شاگرد محمد بن احمد فزاری اصبہا (۱۷)ان کے تلمیذ ابوعثمان سعید بن حسن تستری (۱۸)ان کے شاگرد ابوبکر محمد بن عدلی بن علی منقری (۱۹)ان کے تلمیذ ابوطالب عبداللہ بن حسین احمد عنبری (۲۰)ان کے شاگرد ابومحمد بن عبدالعزیز احمد کنانی (۲۱)ان کے تلمیذ ابوہبۃ اللہ بن احد بن اکف الدمشقی (۲۲)ان کے شاگرد حافظ ابوطاہر احمد بن محمد بن احمد اسکندرانی (۲۳)ان کے تلمیذ ابوعبداللہ محمد بن عبدالرحمٰن تجیبی (۲۴)ان کے شاگرد ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بستی (۲۵)ان کے تلمیذ ابواسحٰق ابراہیم بن الحاج مسطمی ممدوح (۲۶)ان کے شاگرد ابن عساکر (۲۷)ان کے تلمیذ بدر فاروقی یہ تین سلسلے میں سلاسل حدیث تھے۔ان کے علاوہ (۲۸)امام ابوحفص عمر فاکہانی اسکندرانی (۲۹)شیخ یوسف تتاں مکی (۳۰)فقیہ ابوعبداللہ بن سلامہ (۳۱)فقیہ لیث ابویعقوب (۳۲)ان کے شاگرد ابوعبداللہ محمد بن رشید فہری (۳۳)حفظ شہیر ابوربیع بن سالم کلاعی (۳۴)ان کے تلمیذ حافظ ابوعبداللہ بن الابار قضای (۳۵)ابوعبداللہ بن محمد جابر وادی (۳۶)خطیب ابوعبداللہ بن مرزوقی تلمسانی (۳۷)ابن عبدالملک مراکشی (۳۸)شیخ فتح اللہ حلبی بیلونی (۳۹)قاضی شمس الدین ضیف اللہ توامی رشیدی (۴۰)شیخ عبدالنعیم سیوطی (۴۱)محمد بن فرج بستی (۴۲)شیخ ابن حبیب النبی جن سے علامہ تمسانی نے نقشہ مقدسہ کی عجیب برکت شفاء روایت کی (۴۳)سید محمد موسیٰ حسینی مالکی معاصر علامہ ممدوح سید جمال الدین محدث صاحب روضۃ الاحباب (۴۴)علامہ شہاب الدین خفاجی جنہوں نے فتح المعال کی تعریف کی اور اس مصنف کو حسن فرمایا یعنی وہ کتاب خوب ہے (۴۵)فاضل علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی شارح مواہب وموطا امام مالک اب اور پانچ ائمہ کرام کے اسماء طیبہ عالیہ پر اختتام کرتا ہوں جن کی امامت کبریٰ پر اجماع اور ان کی جلالت شان وعظمت مکان مشہور ومعروف بلاد ہے (۴۶)امام اجل حافظ الحدیث زین الدین عراقی استاد امام الشان ابن حجر عسقلانی صاحب سیرت وغیرہا (۴۷)ان کے ابن کریم علامہ عظیم سیدی ابوزرعہ عراقی (۴۸)امام اجل سراج الفقہ والحدیث والملۃ والدین بلقینی (۴۹)امام جلیل محدث جلیل حافظ علامہ شمس الدین سخاوی (۵۰)امام اجل واکرم علامہ عالم خاتم الحفاظ والمحدثین جلال الملۃ والشیخ والدین عبدالرحمٰن بن بی بکر سیوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہم وعنا بہم الا یوم الدین آمین یارب العلمین۔

آخر میں اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ کا پیغام پیش کردوں فرمایا کہ بالجملہ نعل مبارک کی تصویر تبع تابعین اعلام

سے ثابت ہے اور جب سے آج تک ہر قرن وطبقہ کے علماء وصلحاء میں معمول رائج ہمیشہ اکابرین ان سے تبرک کرتے اور ان کی تکریم و تعظیم رکھتے آئے ہیں تو اب انہیں بدعت شرک وحرام نہیں کہے گا مگر جاہل بے باک یا گمراہ بددین مریض القلب ناپاک والعیاذ باللہ۔ آج کل کے کسی نوآموز قاصر فاتر کی بات ان اکابر ائمہ دین وعلمائے معتمدین کے ارشاداتِ عالیہ حضور کسی دیندار کے نزدیک کیا وقعت رکھتی ہے عاقل مصنف کے لئے اسی قدر کافی ہے۔

نقشہ نعل پاک سے توسل کا طریقہ

بہتر ہے کہ آخر شب میں اُٹھ کر وضو کر کے تہجد جس قدر ہو سکے پڑھے اس کے بعد گیارہ بار درود شریف گیارہ بار کلمہ طیبہ گیارہ بار استغفار پڑھ کر اس نقشہ کو باادب اپنے سر پر رکھے اور بتضرع تمام جناب باری تعالیٰ میں عرض کرے کہ الٰہی اس کے طفیل مقدس پیغمبر ﷺ کے نقشہ نعل شریف کے میری فلاں حاجت یہاں پر حاجت کا نام لے پوری فرمائے مگر خلاف شرع کوئی حاجت طلب نہ کرے پھر سر پر سے اس کو اُتار کر اپنے چہرے پر ملے اور اس کو محبت سے بوسہ دے اشعار ذوق وشوق بہ غرض ازیاد عشق محمدی ﷺ پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ عجیب کیفیت پائے گا۔

تعجب بالائے تعجب

یہی طریق دیوبندیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی اپنے رسالہ ''نیل الشفاء فی نعل المصطفیٰ'' میں بیان کیا ہے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ادھر تو اسے حکیم الامت مانتے ہیں لیکن جب اس کے معمولات یا تحقیق مسائل ومعاملات کی باری آتی ہے تو اس کے اقوال کو ٹھکرا دیتے ہیں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تھانوی صاحب کے رسالہ کی تمہید لکھ دی جائے تاکہ مسلک دیوبند کو مزید انکار کی گنجائش نہ ہو۔

نعلین پاک عرش پر

اہل سنت کی خوش بختی ہے کہ حضور ﷺ کی ہر فضیلت کو سن کر جھوم جاتے ہیں نعل پاک کے ساتھ عرش پہ جانا بھی ایک فضیلت ہے اسے ہم مانتے ہوئے خوشی محسوس کرتے ورنہ دوسرے بعض فرقوں نے آسمانوں سے اُوپر تشریف لے جانے پر آپ ﷺ کا انکار کیا ہے ایسے ہی عرش پر تشریف لے جانے کا بھی یہ ان موجودہ فرقوں کی شانِ نبوت سے بے خبری کی علامت ہے ورنہ محققین کا مسلم مسئلہ ہے کہ عرش وکرسی اور لوح وقلم وغیرہ ہمارے نبی پاک ﷺ کے نور اقدس کی جھلکیاں ہیں چنانچہ امام المحدثین امام بخاری کے استاد محدث عبدالرزاق اپنی تصنیف میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک طویل حدیث لائے ہیں اور اس حدیث شریف کو تلقی بالقبول کا مقام حاصل ہے۔ اسی حدیث پاک میں ہے

فالعرش والکرسی من نوری والکر وبیون من نوری والروحانیون من الملائکۃ من نوری و ملائکۃ السموت السبع من نوری والجنۃ وما فیھامن النعیم من نوری والشمس والقمر والکواکب من نوری والعقل والعلم والتوفیق من نوری وارواح الانبیاء والرسل من نوری والشھدآء والصالحون من نتائج نوری(الحدیث) جواھر البحار سیدی یوسف النبھانی (جلد۴،صفحہ ۲۷۷)

لہٰذاان میں کوئی چیز مصطفیٰ ﷺ کے لئے باعث شرف وعروج نہیں ہوسکتی۔سیدی علامہ ابن الحاج مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام یتشرف بھا دخل لابن الحاج (جلد۱،صفحہ ۲۵)

تمام اشیاء حضور ﷺ سے شرف حاصل کرتی ہیں نہ کہ آپ کسی شے سے

اور یہ ہی حضرت فرماتے ہیں

الاتری الی ماوقع من الاجماع علیٰ ان افضل البقاع المواضع الذی ضم اعضاء الکریمۃ صلوٰت اللہ علیہ و سلامہ (المدخل) ماضم اعضاء ہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فانہ افضل مطلقا حتی من الکعبۃ والعرش والکرسی۔(درمختار،جلد ا صفحہ ۱۸۴)

اے ایمان والے! تو اس بات کی طرف نہیں دیکھتا کہ اجماع واقع ہوا ہے کہ حضور ﷺ کی قبر انور تمام مقامات سے افضل ہے بلکہ آئمہ احناف میں سے صاحب درالمختار نے تو تصریح کردی ہے کہ جوجگہ حضور ﷺ کے اعضاء شریفہ سے ضم کئے ہوئے ہے وہ علی الاطلاق افضل ہے یہاں تک کہ کعبہ عرش اور کرسی سے بھی

لہٰذا سرورکائنات ﷺ کا براق پرسوار ہونا آپ ﷺ کا عروج نہیں بلکہ براق کو عروج عطا فرمانا ہے ملائکہ کا لگام اور رکاب تھامنا ملائکہ کا عروج ہے اور بیت المقدس کی طرف سفر کرنا بیت المقدس کا عروج ہے جیسا کہ علامہ نجم الدین غیطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

قال ابن دحیۃ یحتمل ان یکون الحق سبحانہ تعالیٰ ارادان لایخلی تربۃ فاضلۃ من مشھدہ ووطء قدمہ فتمم تقدیس بیت المقدس بصلاۃ سیدنا محمد ﷺ المعرج الکبیر سیأ دی نجم الدین غیطی۔(صفحہ ۱۳)

ابن دحیہ فرماتے ہیں کہ بیت المقدس کی طرف سفر کرنے میں ایک احتمال یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس بات کا ارادہ فرمایا

کہ اس زمین کو حضور ﷺ کی تشریف آوری اور آپ ﷺ کے قدموں کی برکت سے محروم نہ رکھے پس اس لئے بیت المقدس کی تقدیس کو حضور ﷺ کی نماز سے پورا فرمایا۔ اسی طرح جہاں جہاں حضور ﷺ تشریف لے گئے اور جن جن سے حضور ﷺ نے ملاقات فرمائی یہ اُن کے حق میں معراج تھا نہ کہ سرورِ دوعالم ﷺ کے حق میں۔ اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ شبِ معراج جہاں سے حضور نبی پاک ﷺ گزرے وہاں کی اشیاء کو معراج ہوتی گئی۔ آپ ﷺ نے صرف اور صرف ذاتِ حق تعالیٰ کے دیدار پرانوار اور دیگر رموز واسرار سے مشرف ہو کر معراج پائی۔

رفرف

جب جبریل علیہ السلام ٹھہر گئے تو سبز رنگ کا ایک تخت ظاہر ہوا جس کا نام رفرف ہے اس کو ایک فرشتے کے ساتھ سپرد کیا۔ (الیواقیت والجوہر، جلد۲، صفحہ۳۶)

ایک روایت میں آیا ہے کہ تدلی کا فاعل رفرف ہے اور دنی کے فاعل حضور ﷺ ہیں۔ دنی فتدلی کا ترجمہ یوں ہوگا حضور ﷺ کے لئے ستر ہزار برس کی راہ تھی اور یہ پردہ جو بعض یاقوت کے بعض ہوا کے تھے اور ہر پردہ پر ایک فرشتہ ملازم تھا کہ ستر ہزار فرشتے جن کا ذکر ابھی گزرا ہے سب اس کے تابع تھے۔ اس رفرف نے آپ کو حجابات سے پار پہنچایا اور پھر غائب ہو گیا اس کی ایک صورت گھوڑے جیسی ظاہر ہوئی جو کہ دانہ مروارید سفید کی طرح تھی تسبیح کہتی تھی اور اس کے منہ سے نور کے فوارے نکلتے تھے اُٹھایا اور ان ستر ہزار پردوں سے گزرا جو عرش تک تھے اور ساق عرش تک پہنچا۔

(معارج النبوۃ، جلد۳، صفحہ۵۳)

یادرہے کہ نزہۃ المجالس میں امام صفوری پانچ سواریوں کا ذکر کرتے ہیں اور کسی نے دو سواریوں کا ذکر کیا ہے اور کسی عالم نے تین سواریوں کا ذکر کیا ہے جتنی روایت جس کے پاس تھیں اس قدر بیان کیا ہے۔

عرش حق ہے مسندر سول اللہ ﷺ کی

عرش کو اُٹھانے والے چار فرشتوں پر گزر رہوا جس کو حاملین عرش کہا جاتا اور ہر ایک کے سر پر چوبیس کا گیاں تھیں ہر ایک کی موٹائی پانچ سال کی مسافت تھی۔ ان کا وظیفہ یہ تھا

لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

انتباہ

دورِ حاضرہ میں حضور ﷺ کے کمالات ماننے میں کم ظرفی کا ثبوت ہے آپسی ذات حق چھپی تو باقی کو نہ ماننے کا کیا

معنی ہم لیں۔ میں صرف چند حوالوں پر اکتفا کرتا ہوں تفصیل فقیر کے رسالہ عرشیہ میں ہے۔ امام قسطلانی نے مواہب شریف میں لکھا ہے

ولما انتهى الى العرش تمسك العرش باذياله ۔ (مواہب)

رفرف نیچے اُتر آئی حتیٰ کہ آپ اس میں بیٹھ گئے پھر حضور ﷺ کے قریب ہوئے اور اقرب درجہ سے شرف پایا۔
(سیرت حلبیہ)

پس آنحضرت ﷺ فرمودہ کہ من تنہا رواں شدم کہ وحجابہا قطع مے کردم تا بھا تا دہ ہزار حجاب بگذشتم کہ ہر حجابے پانصد سالہ راہ بود و مابین ہر دو حجاب پانصد سالہ راہ دیگر و روایتے آنست تا آنجا کہ براق مرکب بود چوں ایں جار سید براق بماند وانگار فرف سبزے ظاہر شد کہ ضائے وئے بر ضیائے آفتاب غالب آمد۔ (معارج، جلد ۳، صفحہ ۱۵۲)

حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں اکیلا روانہ ہوا اور بہت حجابات طے کئے یہاں تک کہ ستر ہزار حجابوں سے گزر ہوا کہ ہر ایک حجاب کی موٹائی پانچ سو برس کی راہ تھی اور دونوں حجابوں کا فاصلہ پانچ سو برس کی راہ تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ کی سواری براق یہاں پہنچ کر تھک گیا اُس وقت سبز رنگ کا رفرف ظاہر ہوا جس کی روشنی سورج کو مانند کرتی تھی آپ ﷺ اس رفرف پر سوار ہوئے اور چلتے رہے حتیٰ کہ عرش کے پایہ تک پہنچ گئے اس کے بعد بہت سے حجابات سامنے آئے ازاں جملہ ان میں سے ستر ہزار حجاب سونے کے تھے ستر ہزار چاندی کے ستر ہزار مروارید کے ستر ہزار حجاب ظلمت کے ستر ہزار پانی کے ستر ہزار خاک کے ستر ہزار حجاب آگ کے ستر ہزار ہوا کے تھے پردہ داراں عرش تک لے گئی وہاں ستر ہزار پردے، ہر پردے کی ستر ہزار زنجیر تھی اور ہر زنجیر کو ستر ستر ہزار فرشتوں نے گردن پر اُٹھا رکھا تھا اور وہ فرشتے بہت قد آور تھے۔ (لدنیہ، جلد ۳، صفحہ ۲۴) جب حضور ﷺ عرش پر پہنچے تو عرشِ الٰہی کو آپ کے دامن سے وابستگی تھی۔

قال رسول الله ﷺ مررت ليلة اسرى بى برجل مغيب فى نور العرش۔ (خرقانی، جلد ۶، صفحہ ۱۰۶)

حضور ﷺ نے فرمایا معراج کی رات میں ایک ایسے شخص پر گزرا جو عرش کے نور میں غائب تھا۔

حيث كان العرش اعلىٰ مقام ينتهى اليه من امرى به من الرسل عليهم الصلوٰة والسلام قال وهذا يدلك على ان الاسى كان يجسمه (ﷺ)۔ (الیواقیت والجواہر، جلد ۲، صفحہ ۳۷)

جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے استواء پر عرش کو اپنی تعریف کا سبب بنایا اس طرح اپنے حبیب ﷺ کو عرش پر بلند کر کے ان کی عظمت کا اظہار فرمایا کیوں کہ عرش وہ برتر مقام ہے جہاں معراج کرنے والے تمام نبیوں کی سیر ختم ہوجاتی ہے۔ اس

سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی معراج جسمانی تھی اس لئے جسمانی معراج ہی سے عظمت ظاہر ہوتی۔

قال الشیخ ابو الحسن الرفاعی صعدت فی الفوقانیات الی سبع مائة الف عرش فقیر لی ارجع لا وصول لك الی العرش الذی عرج به محمد ﷺ ۔ (براس، صفحہ ۴۷)

حضرت ابو احسن رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ میں حالت مراقبہ میں نجانی طور پر عالم بالا میں چڑھتا رہا حتی کہ سات لاکھ عرش سے اُوپر گیا پھر مجھے کہا گیا آپ واپس چلے جاؤ کیونکہ جس عرش پر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو معراج ہوئی ہو وہاں تو کوئی نہیں پہنچ سکتا۔

اتنے میں عرش حق نے کہا لے مبارک اے تاج والے وہی قدم غیر سے پھر آئے جو پہلے تاج شرف تیرے تھے ضیائیں کچھ عرش پر یہ آئیں کہ ساری قندیلیں جھلملائیں حضور خورشید کیا چمکتے چراغ اپنا منہ دیکھتے تھے۔

حضرت ابوالحمراء سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب مجھے آسمان پر معراج ہوئی تو عرش پر لکھا ہوا تھا

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

حضور ﷺ نعلین سمیت عرش بریں پر تشریف لے گئے اس کے چند حوالہ جات حاضر ہیں۔

جب سرورِ کونین ﷺ عرش بریں پر پہنچے تو جناب الٰہی سے خطاب آیا کہ اے میرے حبیب (ﷺ) آگے چلے آؤ تب محمد (ﷺ) نے نعلین اُتارنی چاہی تو عرش مجید لرزہ میں آیا اور آواز آئی کہ اے میرے حبیب (ﷺ) اور نعلین مبارک پہنے ہوئے عرش پر قدم رکھیئے تا کہ آپ کے قدم کی دولت سے میرے عرش قرار پائے۔ حضور ﷺ نے عرض کیا یاالٰہی! حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا تھا

فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى (پارہ ۱۶، سورۃ طٰہٰ، ایت ۱۲)

ترجمہ: تو اپنے جوتے اتار ڈال بیشک تو پاک جنگل طویٰ میں ہے۔

جس کو حرم طویٰ کہتے ہیں جبکہ تیرا عرش کوہ طور سے کئی درجے افضل ہے میں کس طرح مع نعلین عرش پر چلا آؤں۔

تب حکم ہوا کہ اے میرے حبیب (ﷺ) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نعلین اُتارنے کا اس لئے حکم ہوا تھا کہ طور سینا کی خاک اس کے قدموں کو لگے اور موسیٰ علیہ السلام کی شان بلند ہو اور آپ کو بمع نعلین عرش پر آنے کا حکم اس لئے ہوا ہے تا کہ آپ کی خاک عرش کو لگے اور عرش کی عظمت زیادہ ہو۔ (قصص الانبیاء، صفحہ ۲۸۷)

امام الصوفیہ حضرت شیخ سعدی قدس سرہٗ نے فرمایا

عرش است کمین پایہ زایوان محمد

عرش حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایوان نبوت کا ایک ادنیٰ پایہ ہے

فائدہ

جس کے ایوان نبوت کو عرش ایک ادنیٰ پایہ ہو اگر نعلین پاک اس پایہ کو مشرف فرمائیں تو کیا بعید ہے کسی شاعر نے کہا

نعلین پائے او را برعرش گو نگاہ کن جاہل کہ در نیاید معنی استواء را

آپ کی نعلین پاک عرش پر ہے اسے دیکھ لیکن جاہل کو استواء علے العرش کا معنی سمجھ نہیں آیا۔

کسی اور دوسرے شاعر نے کہا

جب قریب عرش پہنچے شافع روز جزا دل میں خیال آیا ہو نعلین پاؤں سے جدا پھر ندا آئی بھلا کیا قصد ہے یہ آپ کا کیوں جھجکتے ہو مع نعلین آؤ مصطفیٰ عرض کی محبوب نے اے خالق جن وبشر کیا سبب تھا طور پر جب تو ہوا تھا جلوہ گر حکم موسیٰ کو ہوا نعلین پا نہ طور پر حکم مجھ کو یہ ہوا نعلین پا آؤ ادھر پھر ندا آئی ذرا اس بات پر بھی غور ہو تم کہاں موسیٰ کہاں وہ اور تھے تم اور ہو تیرے صدقے عرش پیدا تم ہمارے نور ہو بات تو یہ ہے کہ تم خود چراغ نور ہو۔

نعلین پاک عرش پر جلوہ گر ہونے کی یہ روایت ہے کہ آپ نے نعلین اتارنی چاہی اور خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ نعلین نہ اُتاریئے۔ علماء سلف میں سے امام ابن ابی جمرہ اس کے قائل ہیں۔ (جواہر الجانی فضائل النبی المختار صلی اللہ علیہ وسلم)

دوسری روایت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نعلین اُتارنے کا حکم نہ ہوا جس طرح کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نعلین اُتارنے کا حکم ہوا۔ جیسا کہ علامہ نبہانی کی رباعی ہے

علیٰ رؤس ھذا کون نعل محمد علت فجمیع الخلق تحت ظلاله ندی الطور موسیٰ اخلع واحمد علی العرش لم یوذن بخلع نعاله

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعلین مبارک کی یہ شان ہے کہ جب معراج پر گئے تو نعلین مبارک تمام کائنات کے اُوپر تھی تمام مخلوق اس نعلین پاک کے سایہ کے نیچے تھی اور کوہ طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ندا ہوئی کہ آپ نعلین اُتار دیجئے حضرت احمد

مصطفیٰ ﷺ کو عرش پر نعلین مبارک اُتارنے کا اذن نہ ہوا۔

بعض اکابر صوفیہ نے اس بات کا جواب دیتے ہوئے کہا ہے کہ اس سے پوچھا گیا کہ اس مسئلہ کی تحقیق کیا ہے کہ حضور ﷺ نے نعلین پاک اتارنی چاہی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ نعلین نہ اُتاریئے تو اس بزرگ نے اس روایت کی یہ یادیں بتائیں کہ رسول اللہ ﷺ کو جب اللہ تعالیٰ نے مخاطب فرمایا تو آپ کو عشمت ہیبت کی وجہ سے پسینہ آ گیا حتیٰ کہ آپ کی بشری جزء آپ کے جسم اقدس پر سے اُتری یہاں تک آپ کے دونوں پاؤں میں نعلین کی طرح ہوگئی پس حضور ﷺ نے اُتارنے کا قصد فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو فرمایا کہ آپ نہ اُتاریئے اور یہ حکم اس لئے ہوا کہ اگر آپ اس کو اُتار دیتے تو آپ محض نور ہی نور ہو جاتے اور زمین پر نہ اترتے حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ تھا کہ آپ زمین پر ہوں تاکہ آپ خدا کی توحید کی دعوت دیں پس اس مسئلہ کو سمجھ کیونکہ یہ ایک پوشیدہ بھید ہے جس پر سوائے خاص اولیاء کے کسی کو اطلاع نہ ہوئی اللہ تعالیٰ ان تمام اولیاء سے راضی ہو۔ (ترجمہ جواہر البحار فی فضائل النبی المختار ﷺ، صفحہ ۱۲۴)

حضرت اسماعیل حقی حنفی قدس سرہ نے تفسیر روح البیان پارہ ۱۶ سورۃ طٰہٰ تحت آیت **وخلع نعليك** .... میں لکھتے ہیں کہ

وقيل للجيب تقدم علىٰ بساط العرش بنعليك ليتشرف العرش بغبار نعال قدميك ويصل نور العرش يا سيد الكونين اليك۔

محبوب ﷺ کو کہا گیا کہ آپ عرش کی بساط پر اپنے نعلین مبارک سمیت آیئے تاکہ عرش آپ کے جوتے مبارک کا غبار کا نور آپ تک پہنچ سکے۔

اس کے بعد امام اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ مقامِ محمدی مقامِ موسوی سے ازبس بلند ہے اسی لئے بادشاہوں کے دربار کے آداب کے مطابق موسیٰ علیہ السلام کو نعلین اتارنے کا حکم ہوا اس لئے کہ بادشاہوں کے دربار میں غلام پابرہنہ حاضر ہوتے ہیں اس کے برعکس حضور نبی پاک ﷺ کو نعلین اُتارنے کے بجائے عرش پر جوتے سمیت تشریف لے گئے کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کے بلائے ہوئے مہمان تھے۔ مہمان و غلام کا فرق کسی کو معلوم ہے غلام آقا کی مجلس خاص میں جاتے وقت جوتا اتار پھینکتے ہیں لیکن محبوب مہمان قالین لتاڑتے ہوئے جوتے سمیت چلے جاتے ہیں فرقیت از کجا تا کجا۔

دیدارِ الٰھی

ہم کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے خداوندتعالیٰ کو بیداری میں سر کی آنکھوں سے دیکھا جولوگ شبِ معراج حضور ﷺ کا اللہ تعالیٰ سے ملاقات اور ہم کلامی کا انکار کرتے ہیں ان کو اس مبارک سیر یعنی معراج النبی ﷺ کا ثابت کرنا اتنا ہی مشکل ہے جتنا ان کا ذہن پر لانا۔ سیدالوجود ﷺ کی سیر مبارک کے متعلق اگرچہ ضمنی طور پر بہت سی کتابوں میں ذکر موجود ہے مثلاً الشفا، للقاضی عیاضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مواہب لدنیہ سیدالقصب القسطلانی اور بعض آئمہ کرام نے اس موضوع پر کتابیں تحریر فرمائی ہیں۔ ان میں سے ایک حافظ محمد بن یوسف الدمشقی ہیں جو کہ سیدی جلال الملت والدین السیوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد ہیں اور ان کی کتاب کا نام **الآیات العظیمة الباهرة فی معراج سید اهل الدنیا والآخرة** اور امام الشیخ علی الاجہوری مالکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جن کی کتاب کا نام **النور الوهاج کلام علی السراء والمعراج** ہے اور تیسرے سیدی علام نجم الدین غیطی ہیں اس کی کتاب کا نام المعراج الکبیر ہے لیکن مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے معراج النبی ﷺ پر جیسی سیر حاصل بحث اور تحقیق سیدی علامہ عبدالباقی شارح مواہب لدنیہ نے اپنی شرح زرقانی علی المواہب میں کی ہے اس سے زائد کسی کتاب میں نہیں مل سکتی۔ زرقانی نے اسی معراج شریف کا آغاز فرمایا ہے اور ۱۵۶ صفحات نذرِ قلم کئے ہیں۔ فقیر نے ان کتابوں و دیگر محققین کی تصانیف سے اثباتِ دیدارِ الٰہی میں دو حوالے پیش کرتا ہے۔

سیدی ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

قال ابو الحسن النوری شاهد الحق القلوب فلم یقی قلباً اشوق الیه من قلب محمد ﷺ فاکرمه بالمعراج تعجیلا للرویةو الکالمة۔

ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے تمام مخلوق کے دلوں میں سب سے زیادہ محمد ﷺ کے قلب پاک کو اپنا مشتاق پایا پس آپ ﷺ کو اپنا دیدار اور ہم کلامی بخشنے میں عجلت فرمائی سب سے بڑھ کر یہ دیدارِ الٰہی کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر اکابر صحابہ قائل ہیں۔

امام قسطلانی نے لکھا کہ

عن ابن عباس قال اتعجبون ان تکون الخلۃلابراھیم والکلام لموسیٰ والرء یۃلمحمدﷺ

(مواہب لدنیہ)

نوٹ

یہ چند مسائل دورِ حاضر میں صرف اہل سنت کے حصہ میں آئے ہیں دورِ سابق میں ائمہ کا اختلاف رہا لیکن وہ تحقیق دور تھا آپس میں بےادبی وگستاخی کا تصور کرنا بھی جرم تھا اور آج کے دور میں ایسے مسائل کا انکار مبنی بر سوءِ ادب ہے چونکہ اس رسالہ میں فقیر کا روئے سخن نعلین پاک کے ساتھ عرش پہ تشریف لے جانا ہے اسی لئے اس پر مزید دلائل عقلیہ کا اضافہ کرتا ہے۔

عقلی دلائل

آپ ﷺ کی نسبت کی قدر ومنزلت سے پتا چلتا ہے آپ کا جوتے سمیت عرشِ معلیٰ پہ تشریف لے جانا بعید از قیاس نہیں اور بمقتوائے عشق تو نہایت ضروری ہے اس لئے عرش خدا تعالیٰ کی عظیم مخلوق سہی لیکن حضور نبی پاک ﷺ کا ایک عاشق زار ہے جیسے حوالہ گزرا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا حبیب (ﷺ) جوتے نہ اُتاریئے آپ کے جوتے کی گردوغبار سے مشرف ہوگا کیوں نہ ہو عرش معلیٰ بھی حضور ﷺ کا ایک اُمتی ہے جیسا کہ حدیث **ارسلت الی الخلق کافہ۔** (مسلم) سے علماءِ کرام نے ثابت کیا کہ عرش تا تخت کا ہر ذرہ حضور ﷺ کی اُمت ہے اور پھر ایسے شہنشاہ کونین ﷺ کے شاہی محل کا ایک کنگرا ایک پایہ ہے کیا خوب فرمایا شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے

عرش است کمیں پایہ زایواں محمد ﷺ　　جبریل امین خادم دربان محمد ﷺ

اس حدیث کو ابن جریر نے روایت کیا ہے

ثم ان المراد برؤیۃ الفواد رؤیۃ القلب لامجرد لحصول العلم لانہ ﷺ کان عالماباللہعلی الدوام بل مراد من اثبت لہ انہ راہ بقلبہ ان الرؤیۃ التی حصلت لہ خلقت لہ فی قلبہ کماتخلق الرؤیۃ بالعین لغیرہ والرؤیۃ لا یشترط لھا شئ مخصوص عقلا ولو جرت العادۃ بخلقھا فی العین۔ (مواہب لدنیہ، جلد۲، صفحہ۳۷)

اس سے واضح ہوا کہ رویۃ فواد سے دل کا دیکھنا مراد ہے نہ یہ کہ صرف علم حاصل ہو گیا کیونکہ حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا علم علی الدوام حاصل ہوا جن لوگوں نے حضور ﷺ کے لئے رویۃ قلبی ثابت کی ہے ان کی منشاء یہ ہے کہ جس طرح کسی کی آنکھ میں بینائی پیدا کر دی جاتی ہے اس طرح حضور نبی پاک ﷺ کے قلب مبارک میں بینائی پیدا کر دی گئی ہے جس سے حضور ﷺ نے باری تعالیٰ کا مشاہدہ کیا اور رویت دیکھنے کے لئے عقلاً کسی خاص چیز سے بدن کا ہونا یا کسی خاص شئے کا پایا جانا ضروری نہیں اگر چہ عادتاً بینائی آنکھ کے علاوہ کسی اور عضو میں بینائی پیدا کر دے تو اس کو ہر طرح کی قدرت ہے اس قسم کی روایت جن سے دونوں طرح کی رویت ثابت ہوتی ہے۔

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما انہ کان یقول ان محمد ﷺ رای ربہ مرتین

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کیا اس بات پر تعجب کرتے ہو کہ خلت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے ہو اور کلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے ہو اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے لئے ہو۔ حضرت عبداللہ بن شقیق سے روایت ہے کہ اُنہوں نے کہا کہ میں نے حضرت ابوذر سے کہا کاش کہ میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھتا تو آپ ﷺ سے پوچھتا تو حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا **عن ای شئی تسئلہ؟** کس چیز کی بابت آپ سے سوال کرتا تو عبداللہ بن شقیق نے کہا کہ میں آپ سے پوچھتا کیا آپ نے اپنے کو دیکھا ہے حضرت ابوذر نے کہا میں نے پوچھا تو آپ نے فرمایا رئیت نوراً میں نے نور کو دیکھا۔ (مسلم شریف، صفحہ ۹۷)

صاحب روح البیان نے فرمایا کہ

ومن المحال ان یدعو الکریم کریما الی درہ ویضیف حبیب حبیبا فی قصرہ ثم یتستر عنہ ولا یرتہ وجھہ۔ (روح البیان، جلد ا، صفحہ ۵۸)

اور یہ بات ناممکن ہے کہ کریم کریم کو دعوت دے کر بلائے اور دوست دوست کو اپنے محل میں مہمان بنائے پھر اس سے چھپ جائے اور اس سے اپنا چہرہ نہ دکھائے۔

این خیال است ومحالست وجنوں

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا کہ

عجب است کہ دراں مقام ببرند ودر خلوت خاص آرند باعلی مطلب واقعی مسالت کہ دیدار است مشرف نہ گردانند۔

(مدارج النبوۃ، جلد ا، صفحہ ۱۷۳)

بات ہے کہ حضور ﷺ کو اس مقام پر لے جائیں اور خلوتِ خاص آئیں اور اعلیٰ مطلب اور عمدہ مسئلہ کو دیدار ہے اس سے مشرف نہ کریں۔

صاحب روح المعانی فرماتے ہیں

ثم ان القائلین بالرؤیة اختلفوا فمنهم من قال انه علیه الصلوٰۃ والسلام رأی ربه سبحانه بعینه۔

(روح المعانی، جلد ۲۷، صفحہ ۲۴۲)

پھر دیدارِ الٰہی تعالیٰ کے قائلین اس مسئلہ میں مختلف ہیں بعض کا مذہب یہ ہے کہ حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو اپنی سر اقدس کی آنکھ مبارک سے دیکھا۔

ان الراجح عندا کثر العلماء ان رسول اللہ ﷺ رأی ربه بعینی رأسه لیلةا لاسراء

اکثر علماء کے نزدیک یہ بات راجح ہے کہ حضور ﷺ اپنے رب کو معراج کی رات میں اپنے سر اقدس کی دونوں آنکھوں سے دیکھا۔

دوسری روایت جن سے قلب مبارک سے دیکھنے کا ثبوت ملتا ہے وہ بھی حضرت ابن عباس سے روایت ہے چنانچہ قاضی عیاض لکھتے ہیں کہ حدیث شریف حضرت ابن عباس سے مروی ہے

لم اره بعینی ولکن رئیت بقلبی مرتین وعن ابن عباس قال سئل هل رئیت ربك قال رئیته بفؤادی۔

(رواہ ابن جریر، نبراس، صفحہ ۴۷۴)

حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو سر کی آنکھ سے نہیں دیکھا لیکن دل سے دو مرتبہ دیکھا ہے اور حضرت ابن عباس سے ایک روایت ہے کہ حضور ﷺ سے پوچھا گیا کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اس کو اپنے دل سے دیکھا ہے۔

مرة ببصره ومرة بفؤاده رواه الطبرانی۔

(روح المعانی، جلد ۲۷، صفحہ ۴۶، مواہب لدنیہ، جلد ۲، صفحہ ۳۷)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ بے شک حضور ﷺ ایک مرتبہ ظاہری آنکھ سے اور ایک مرتبہ اپنے قلب مبارک کی آنکھ سے۔

اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے۔

صوفیہ کرام کا محبوب قول

صوفیہ کرام فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے جمیع وجود سراپا جود سے اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ فرمایا۔ چنانچہ لکھتے ہیں

فرئ الحق بالحق بجميع وجوده لان جوده صار بجميعه عينا من عيون الحق فرأى الحق بجميع العيون وسمع خطابه بجميع الاسماع وعرف الحق بجميع القلوب حتى فنيت عيونه واسماعه وقلوبه وارواحه وعقوله في الحق۔ (عرائس البیان، جلد۲، صفحہ ۵۴۷)

پھر حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو فی الحقیقت اپنے تمام وجود سے دیکھا کیونکہ آپ کا وجود تمام تر ہی آنکھ ہوگیا پھر اللہ تعالیٰ کو جسم کی تمام آنکھوں سے دیکھا اور تمام کانوں سے اس کا خطاب سنا اور تمام قلوب سے اس کو پہچانا حتی کہ آپ کی آنکھیں اور آپ کی روح اور آپ کے عقول حق تعالیٰ کی ذات کے سامنے فنا ہوگئے۔

حکایت

کسی بزرگ نے فرمایا کہ تیس سال تک علماءِ کرام سے دنیٰ فتدلی کا معنی پوچھتا رہا۔ مجھے منکشف ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے شب معراج دائیں بائیں، آگے پیچھے اور اوپر نیچے خدا تعالیٰ کو دیکھا پھر حضور ﷺ نے اس مقام پر جدائی پسند نہ کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے حبیب ﷺ تم میرے رسول ہو میرے بندوں کی طرف پیغام پہنچاؤ گے اگر ہمیشہ اسی مقام پر رہو گے تو پیغام کون پہنچائے گا۔ واپس جایئے ہاں اس کو چاہیں گے تو جب آپ نماز کے لئے کھڑے ہوں گے تو یہ شان عطا کردوں گا۔ اسی لئے حضور ﷺ نے فرمایا

قرة عيني في الصلوة

میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ہے

سوال

حضرت موسیٰ علیہ السلام اولوالعزم پیغمبر ہیں ان کے لئے تو حکم ہے

فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى (پارہ۱۶، سورۃ طٰہٰ، ایت۱۲)

ترجمہ: تو اپنے جوتے اتار ڈال بیشک تو پاک جنگل طوی میں ہے۔

اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ولی اللہ ہیں ان کے لئے بہشت میں جوتے سمیت جانا عجیب امر ہے حالانکہ بہشت کا چپہ چپہ مقدس ہے۔

جواب

وادی طویٰ کے پیٹ میں چند تختیاں تھیں جن میں لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ کندہ تھا اس کے پیش نظر موسیٰ علیہ السلام کو نعلین اُتارنے کا حکم ہوا اور یہ اللہ تعالیٰ کی عادتِ کریمہ ہے جہاں یہ کلمہ کندہ کرا کر مخفی رکھتا ہے تو اس کے تقدس تحفظ کا خود کفیل ہوتا ہے۔اس کی نظیر قرآن مجید ایک نہیں متعدد ہیں ایک یہ کہ جس دیوار کو حضرت خضر علیہ السلام نے تیار فرمایا اس کا بیان اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا

وَ اَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَ يَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ

(پارہ ۱۶، سورۃ الکھف، آیت ۸۲)

ترجمہ: رہی وہ دیوار وہ شہر کے دو یتیم لڑکوں کی تھی اور اس کے نیچے ان کا خزانہ تھا اور ان کا باپ نیک آدمی تھا تو آپ کے رب نے چاہا کہ وہ دونوں اپنی جوانی کو پہنچیں اور اپنا خزانہ نکالیں آپ کے رب کی رحمت سے، اور یہ کچھ میں نے اپنے حکم سے نہ کیا۔

فائدہ

اس آیت میں جدار کی حفاظت ہمارا موضوع ہے۔چنانچہ احادیث میں ہے ترمذی کی حدیث میں ہے کہ اس دیوار کے نیچے سونا چاندی مدفون تھا۔حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اس میں سونے کی ایک تختی تھی اس پر ایک طرف لکھا ہوا تھا اس کا حال عجیب ہے جسے موت کا یقین ہو اس کا خوشی کس طرح ہوتی ہے۔اس کا حال عجیب ہے جو قضا و قدر کا یقین رکھے اس کو غصہ کیسے آتا ہے۔اس کا حال عجیب ہے جس کو دنیا کے زوال و تغیر کا یقین ہو وہ کیسے مطمئن ہوتا ہے۔اس کے ساتھ لکھا تھا

لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اور دوسری جانب اس کی لوح پر لکھا تھا میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں میں یکتا ہوں میرا کوئی شریک نہیں میں نے خیر و شر پیدا کی اس کے لئے خوشی جسے میں نے خیر کے لئے پیدا کیا اور اس کے ہاتھوں پر خیر جاری ہے اس کے لئے تباہی جس کو شر کے لئے پیدا کیا اور اس کے ہاتھوں پر شر جاری ہے۔اس ولی کا نام شح تھا اور یہ شخص پرہیزگار تھا۔حضرت محمد بن اسکندر نے فرمایا اللہ تعالیٰ بندے کی نیکی سے اس کی اولاد کو اور اس کی اولاد کی اولاد اور اس کے کنبہ والوں کو

اوراس کے محلّہ داروں کواپنی حفاظت میں رکھتا ہے اوروہ ولی اللہ ان دوبچوں کا آٹھویں پشت میں دادا تھا۔

(روح البیان)

اس سے واضح ہوا کہ اولیاءِ کرام کی اولاد قابلِ تعظیم ہے اور ساداتِ کرام تو بطریق اولیٰ واجب التکریم ہے ہم ان کی اولادِ اولیاء اور سادات سمجھ کر تعظیم کرتے ہیں اور وہ خود بھی اپنے بزرگوں کی وجہ سے دنیوی حیثیت سے مالا مال ہیں ان پر لازم ہے کہ وہ اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلیں نہ یہ کہ کھائیں تو بزرگوں کے صدقے اور کام آئیں ابلیس کے اللہ ان کو سمجھ دے۔ آمین

فقط والسلام

وصلی اللہ علیٰ حبیبہٖ الکریم وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاول پور۔ پاکستان